إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

ترتیبُ القرآن

ترجمہ

خلاصۃ البیان فی تالیف القرآن

مولفہ حضرت احمد جودت افندی

جسکو

منشی محمد خلیل الرحمن صاحب

مصنف زرتشت نامہ ومترجم تاریخ الخلفاء سیوطی • عذرا وغیرہ وغیرہ

نے

"دار الکتب ایجنسی" کے واسطے ترجمہ کیا

سنہ ۱۹۰۵ء

اور

باہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

دیباچہ

جمع و ترتیب و تاریخ ترتیب قرآن مجید کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ اُردو میں خدا کے فضل سے علوم قرآن کے متعلق سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں موجود ہیں لیکن جہانتک میری نظر ہے۔ اس موضوع پر کسی نے بحث نہیں کی +

یہ کتاب ایک فاضل ترک کی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ جس میں ممدوح نے نہایت قابلیت کے ساتھ مختصراً اس کو قلمبند کیا ہے چونکہ میرے نزدیک اِس وقت ایسے ہی مدلل رسالہ کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اس کو ترجمہ کے لئے انتخاب کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ اوراق بھی اردو میں ایک نمایاں کمی کو پورا کرینگے +

بعض حضرات شاید میرے اس انتخاب کو بوجہ اختصار صحیح نہ بتلائیں۔

مجھے بھی اس کا اعتراف ہے کہ بعض سوالات کے اس میں جوابات نہیں ہیں جو
اس رسالہ کے پڑھنے سے پیدا ہونگے۔ مگر میں ان کو بشرط رجحان مسلمانان
دوسرے رسالہ پر ملتوی رکھتا ہوں +

دُعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس مختصر کو مقبول کرے۔ اور نافع بنائے۔

محمد خلیل الرحمٰن عفی عنہ

لاہور
۳۔ جون سنہ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبسملاً محمدلاً مصلیاً۔ اللّٰھمّ غبطاً لا ھبطاً

امابعد واضح ہو کہ قرآن شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں ہی لکھا ہوا محفوظ تھا۔ لیکن نہ ایک جگہ جمع تھا اور نہ سورتیں مرتب تھیں اور نہ اس کی ترتیب جیسی کچھ اُس زمانہ میں تھی ترتیب نزول کے موافق تھی +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کو ایک مصحف میں اس خیال سے جمع نہیں کرایا تھا کہ مبادا کوئی حصّہ جناب خداوندی سے منسوخ کر دیا جاوے۔ اور وہ تلاوت میں داخل ہو کر اُمّت میں اختلاف اور غیر منسوخ آیتوں میں اختلاط نہ پیدا کر دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف تک کہ زمانہ نسخ بھی منقضی ہو گیا۔ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ کر دیا +

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم سے قرآن شریف ایک صحیفہ میں جمع کر دیا گیا۔ اور حضرت عثمان غنی رضے اللہ عنہ کے حکم سے نسخوں میں لکھ لیا گیا۔ (قسطلانی)

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خداء تعالےٰ نے تمام قرآن شریف کو لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا۔ اور پھر حسب مصلحت وموافق وقوع حوادث تھوڑا تھوڑا کرکے بیس برس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اوتارا (تفسیر مفاتیح الغیب وغیرہ لیکن خطیب وقاضی میں زمانہ نزول قرآن شریف تیئیس برس لکھا ہے۔)

حضرت جبرئیل علیہ السلام جب قرآن شریف لیکر نازل ہوتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ جاتے تھے کہ یہ آیت فلاں موقع پر فلاں سورۃ میں رکھی جائے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی کے موافق کاتبان وحی کو حکم دیدیتے تھے۔ (فتح الباری وارشاد الساری)

حضرات ذیل کاتبان وحی رہ چکے ہیں:۔

خلفاء اربعہ۔ زبیر بن عوام۔ خالد وابان ابنان سعید بن العاصی بن امیہ۔ علاء بن الحضرمی۔ شرحبیل بن حسنہ۔ عبداللہ بن رواحہ وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ سب سے پہلے مدینہ شریف میں ابی ابن کعب نے وحی لکھنی شروع کی۔ پھر زید بن ثابت وصال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک برابر اس خدمت پر مامور رہے۔ البتہ جب کبھی وہ موجود نہ ہوتے تو یہ خدمت اور کوئی صحابی کیا کرتے۔ اسی وجہ سے آپ کاتب وحی مشہور ہوگئے (فتح الباری)

صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن شریف کو اُس ترتیب کے ساتھ یاد کرلیا کرتے تھے جس ترتیب کے ساتھ کاتبان وحی لکھا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض لوگ کل قرآن شریف کے حافظ تھے۔ اور وہ قراء کے لقب سے ملقب تھے۔ بعض کو تھوڑا

سا قرآن شریف حفظ تھا۔ اور بعض نے قرآن شریف کو کاغذوں۔ تختیوں۔ ہڈیوں وغیرہ پر لکھ رکھا تھا ❖

بعض صحابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت ہی میں قرآن شریف جمع کر رکھا تھا۔ چنانچہ انصار میں چار حضرات یعنی اُبی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت۔ ابوزید بن سعید رضی اللہ عنہم نے۔ اور مہاجرین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی ترتیب[1] نزول کے موافق قرآن شریف جمع کر رکھا تھا۔ یعنی اُس میں پہلے سورۂ اقرءِ تھی۔ پھر مدثر پھر ن والقلم علی

[1] ترتیب نزول کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ ذیل کی ترتیب اتقان سے نقل کی جاتی ہے:۔
(سورہ ہائے مکیۃ علے الترتیب) اقرأ باسم ربک۔ مدثر۔ (برہان میں ہے کہ سب سے پہلے سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔ لیکن یہ روایت ضعیف سمجھی جاتی ہے۔ ایک قول کے موافق سورہ فاتحہ بعد یا ایہا المدثر کے نازل ہوئی ہے) ن والقلم۔ یا ایہا المزمل۔ یا ایہا المدثر۔ تبت یدا۔ اذا الشمس کورت۔ سبح اسم ربک الاعلے۔ واللیل اذا یغشےٰ۔ والفجر۔ والضحےٰ۔ الم نشرح۔ والعصر۔ والعادیات۔ انا اعطینک الکوثر۔ الہاکم [illegible] ت الذی یکذب بالدین قل یا ایہا الکفرون۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ فلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ قل ہو [illegible]۔ والنجم اذا ہوی۔ عبس وتولے۔ انا انزلنٰہ۔ والشمس۔ والسماء ذات البروج۔ والتین۔ لایلاف۔ القارعہ۔ لااقسم بیوم القیامہ۔ ہمزہ۔ والمرسلات۔ ق والقران المجید۔ لااقسم بہذا البلد۔ الطارق۔ اقتربت الساعۃ۔ ص والقران۔ اعراف۔ جن۔ یٰس۔ فرقان۔ ملائکہ (فاطر) مریم۔ طٰہٰ۔ واقعہ۔ شعراء۔ نمل۔ قصص۔ بنو اسرائیل۔ یونس۔ ہود۔ یوسف۔ حجر۔ انعام۔ والصافات لقمان۔ زمر۔ حم المؤمن۔ حم السجدہ۔ حم عسق۔ حم الزخرف۔ حم الدخان۔ حم الجاثیہ۔ حم الاحقاف۔

ہذالقیاس پہلے مکی سورتیں پھر مدنی +

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا قرآن شریف نہ ترتیب نزول کے موافق تھا۔ اور نہ مصحف عثمانی کے مطابق۔ اور یہی حال اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے نسخے کا تھا +

نسائی رہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قرآن شریف جمع کیا تھا۔ دانی رہ نے ابو موسیٰ اشعری۔ عمرو بن العاص۔ سعد بن عبادہ کا نام بھی اُن لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے پاس قرآن شریف جمع تھا۔ اور بعض ابوالدرداء رض کو بھی ان ہی میں شمار کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری) +

ابو عبیدہ رض نے قراء مہاجرین میں خلفاء اربعہ۔ طلحہ۔ سعد۔ حذیفہ۔ سالم۔ ابوہریرہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۵) ذاریات۔ غاشیہ۔ کہف۔ نحل۔ نوح۔ ابراہیم۔ انبیاء۔ مومنون۔ الم تنزیل سجدہ۔ طور۔ ملک۔ حاقہ۔ سال سائل۔ عم یتساءلون۔ نازعات۔ اذا السماء انفطرت۔ اذا السماء انشقت روم۔ اس میں اختلاف ہے۔ کہ مکہ شریف میں سب سے آخر کونسی سورۃ نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ عنکبوت تھی۔ اور ضحاک اور عطا مومنون بتلاتے ہیں۔ اور مجاہد ویل للمطففین قرار دیتے ہیں +

(سورہ ہائے مدینہ علی الترتیب) سورہ بقر۔ انفال۔ آل عمران۔ احزاب۔ ممتحنہ۔ نساء۔ اذا زلزلت الارض۔ حدید۔ سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ رعد۔ رحمٰن۔ ہل اتی علی الانسان۔ الطلاق۔ لم یکن۔ حشر۔ اذا جاء نصر اللہ۔ نور۔ حج۔ المنافقون۔ مجادلہ۔ حجرات۔ تحریم۔ صف۔ جمعہ۔ تغابن۔ فتح۔ توبہ۔ مائدہ۔ بعض سورۃ مائدہ کو توبہ سے پہلے نازل ہونا بتلاتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں سورۃ مائدہ پڑھی۔ اور فرمایا کہ از روے نزول یہ آخر قرآن ہے +

ابوہریرہ۔ عبداللہ بن السائب۔ عبادلہ رضی اللہ عنہم کو شمار کیا ہے۔ اور عورتوں میں عایشہ۔ حفصہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن کو۔ لیکن ان سب میں بعض ایسے ہیں کہ جنہوں نے بعد از وصال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن شریف پورا کیا تھا +

ابن ابوداؤد نے کتاب الشریعت میں قراء مہاجرین میں تمیم بن اوس الداری عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما کو اور قراء انصار میں عبادہ بن صامت۔ ابوحلیمہ معاذ۔ مجمع بن حارثہ۔ فضالہ بن عبید۔ مسلمہ بن مخلد وغیرہ کا نام لکھا ہے +

قراء کے بھی مراتب ہیں اور ایک کو دوسرے پر بوجہ مہارت قرات وغیرہ کے ترجیح حاصل ہے۔ ان میں سے چار حضرات یعنی عبداللہ بن مسعود۔ سالم موٗلے ابوحذیفہ مہاجرین میں اور معاذ بن جبل اور ابی ابن کعب انصار میں رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک ہی میں حفظ وتعلیم قرآن شریف کی وجہ سے مشہور ہو گئے تھے +

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ کے سامنے حضرت عبداللہ ابن مسعود کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ان چار آدمیوں۔ یعنی عبداللہ بن مسعود۔ سالم موٗلے ابوحذیفہ۔ ابی کعب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے پڑھو۔ تو اس شخص کی محبت میرے دل سے نہیں نکلتی۔ (صحیح بخاری) +

غرض قرآن شریف لوگوں کے سینوں میں محفوظ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لکھا ہوا موجود تھا۔ لیکن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک ایک جگہ

جمع نہ تھا +

۱۱ ہجری یعنی جنگ یمامہ میں جب ستر قرا و جن میں سالم مولے ابو حذیفہ مشہور قاری بھی تھے ۔ شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر مقاتلہ کا یہی حال رہا تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قران شریف کا اکثر حصہ ہاتھ سے نہ جاتا رہے ۔ اس لئے مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ قران شریف کے جمع کرنے کا حکم دیں ۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو بلا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا اعادہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں کاتب وحی رہ چکے ہو ۔ اور تم پر کسی طرح کی تہمت بھی نہیں ہے ۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی قران شریف کو ڈھونڈھ کر جمع کرو ۔ اور اُن لوگوں سے جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قرآن شریف کا کچھ حصہ موجود تھا وہ منگوا بھیجا ۔ پھر ہر شخص کے پاس جتنا کچھ قرآن شریف لکھا ہوا موجود تھا خود دے کر آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو گیا +

زید بن ثابت رضؓ نے قرآن شریف کو صحیفوں ۔ پرچوں ۔ تختیوں ۔ ہڈیوں وغیرہ سے جمع کیا ۔ اور نیز اُن لوگوں سے جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں قرآن شریف حفظ کیا تھا ۔ حاصل کیا ۔ اور باوجود اس کے کہ وہ خود حافظ تھے احتیاط میں اس درجہ مبالغہ کیا کہ محض اپنے وجدان ہی سے صحت پر اطمینان نہیں کیا بلکہ اس بات کی شہادت حاصل کی کہ اس شخص نے خود رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف سُنا ہے (ارشاد السّاری)

غرض اس طرح حضرت زید نے قرآن شریف کی ہر سورۃ کو معہ آیتوں کے علیحدہ علیحدہ جمع کر لیا۔ مگر نشانیاں کہیں نہیں لگائیں۔ (فتح الباری)

یہ صحیفہ مطہرہ وقت انتقال تک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی حفصہ کے پاس (رضی اللہ عنہم)

صحیح بخاری (باب تالیف القرآن) میں ہے کہ ہم سے ابراہیم بن موسےٰ نے حدیث بیان کی۔ کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی کہ ابن جریح نے اُن کو خبر دی کہ مجھ سے یوسف بن ماہک نے کہا۔ کہ میں ایک روز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی نے آکر پوچھا کہ کفن کونسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تجھے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔ (یعنی مرنے کے بعد خواہ کیسا ہی کفن کیوں نہ ہو) پھر اُس نے کہا کہ ام المومنین مجھے اپنا مصحف دکھلائیے فرمایا کیوں۔ کہا تاکہ میں اس کے موافق قرآن شریف جمع کر لوں (یہ شخص غیر مرتب قرآن شریف پڑھا کرتا تھا) فرمایا کہ جیسا کچھ تیرے پاس ہے اس کے پڑھنے میں تیرا نقصان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلے سورۃ ہائے مفصل نازل ہوئی تھیں۔ جن میں جنت اور دوزخ کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ لوگ مسلمان ہونے لگے۔ تو حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ جب سب سے پہلے حکم نازل ہوا کہ شراب نہ پیا کرو۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم شراب کے پاس کبھی نہ جائینگے۔ اور زنا کی ممانعت نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں

نے کہا کہ ہم زنا کے پاس بھی نہ پہنچینگے ؂

میں لڑکی سی تھی کہ مکہ شریف میں رسول اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامر۔ سورۃ بقر اور نساء جب نازل ہوئی ہے تو میں رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی۔ یہ کہکر آپ نے اپنا مصحف نکالا یوسف بن مالک کہتے ہیں کہ مینے اُس میں سورتیں دیکھی تھیں۔ انتہٰی ؂

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے یہ فرمانے سے کہ جب سورۂ بقر و نساء نازل ہوئی ہے۔ تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ آپ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئی ہیں ؂

بیرونجات میں لوگ قرآن شریف کو مختلف قراتوں سے اپنے اختلاف لغات کے موافق پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن شریف زبان عرب میں نازل ہوا ہے اور اس ملک کے قبیلہ قبیلہ کے لغات میں اختلاف تھا۔ ان میں سے سات قبیلوں کی زبان فصیح سمجھی جاتی تھی اور ساتوں میں قریش کی فصیح ترین۔ لوگوں کو اجازت تھی کہ قرآن شریف اپنے اپنے لغات کے موافق پڑھا کریں۔ اس کی وجہ سے بعض صحابیوں کے آپس میں اختلاف قرات کی وجہ سے بعض آیتوں میں اختلاف پڑگیا یہ دیکھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف سات قراتوں میں نازل ہوا ہے۔ جو جس طرح چاہے پڑھے۔ حضور کے ارشاد میں انہیں سات قراتوں کی تفصیل مرکوز تھی اور قاریوں کی آسانی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن شریف کو جیسا تمہارا دل قبول کرے پڑھو۔ اور جب کہیں اختلاف ہو تو ٹھیر جاؤ۔ (صحیح بخاری) دل قبول کرے۔ یعنی جمعیت خاطر ہو۔ ٹھیر جاؤ یعنی اس کو چھوڑ دو۔ اور اس سے تجاوز کرو۔ اور اختلاف یعنی اختلاف لغات اور فہم معانی۔ (قسطلانی)

پس اس طرح پر بہ وجوہات ہیں اختلاف لغات اور اختلاف مآخذ کے موافق وجوہ قرأت میں بھی اختلاف پڑ گیا۔ چنانچہ اہل بصرہ جنہوں نے ابوموسے اشعری سے قرآن شریف حاصل کیا تھا۔ ان کے قرات کے موافق اور اہل کوفہ جنہوں نے حضرت عبداللہ رضہ بن مسعود رضہ سے قرآن حاصل کیا تھا۔ اُن کی قرأت کے موافق قران شریف پڑھنے لگے۔ اور ہر شہر کا باشندہ اپنی ہی قرأت کو صحیح بتلاتا تھا۔ اہل دمشق و شام حضرت اُبی بن کعب کی قرات کے موافق قران شریف پڑھتے تھے۔ اور اہل حمص حضرت مقداد کی قرات کے موافق۔

جب ۲۵ھ ہجری میں کہ ولید بن عقبہ بن ابو معیط کوفہ پر حاکم تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضہ کو حکم دیا کہ اہل عراق اور اہل شام کو لے کر آرمینیا اور آذربیجان پر حملہ کریں۔ تو حضرت معاویہ رضہ نے حبیب بن مسلمۃ الفہری کو لشکر شام پر اور سلمان ربیعۃ الباہلی کو لشکر عراق پر سرلشکر کیا ان ہی میں حذیفہ بن یمان بھی تھے۔ کہ جو لشکر مداین کے ساتھ شامل تھے۔

جب اہل شام اور اہل عراق آرمینیا میں جمع ہوئے تو معلوم ہوا کہ اہل شام حضرت اُبی بن کعب رضہ کی قرات کے موافق قران شریف پڑھتے ہیں۔ جس سے اہل عراق کے

کان نا آشنا تھے۔ اور اہل عراق حضرت ابن مسعود رضہ کی قرأت کے موافق پڑھتے ہیں جس کو اہل شام نے نہ سنا تھا۔ تو ان دونو گروہوں میں تنازع ہو پڑا۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ حضرت حذیفہ یہ دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور جب کوفہ میں واپس آئے تو لوگوں میں اس کا چرچا کیا۔ اور جس بات سے خود ڈرے تھے۔ لوگوں کو ڈرایا۔ اور یہ راہ دی کہ کسی طرح یہ اختلاف اٹھا دیا جائے۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے تو ان کی راہ پسند کی مگر حضرت ابن مسعود کے ساتھیوں نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت حذیفہ کو اس پر غصہ آیا۔ اور کہا کہ واللہ اگر میں زندہ رہا تو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو مشورہ دونگا کہ اس کا علاج کریں۔ حضرت ابن مسعود رضہ اس بات سے ناخوش ہوئے۔ اور حضرت حذیفہ اسی غصہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ کو ڈرانے آیا ہوں۔ اور پھر اس اختلاف کا قصہ بیان کر کے یہ رائے دی کہ لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کر دیا جائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابیوں کو جمع کیا (جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے) اور ان سے یہ واقعہ بیان کر کے وہی رائے دی جو حضرت حذیفہ کی تھی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے کہ جب اہل شام اور اہل عراق آرمینیا میں جہاد کر رہے تھے۔ اور وہاں اُن کے اختلاف کو دیکھ آئے تھے۔ اور عرض کیا کہ امیر المومنین قبل اس کے کہ اس امت میں بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ

میں اختلاف پڑے سے اس کی خبر لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ سے وہ صحیفہ (جس کا ہم ذکر کر آئے) اس وعدہ پر منگا بھیجا کہ ہم مصاحف میں اُس کی نقل لے کر واپس کر دیں گے۔ اور جب وہ آگیا تو زید بن ثابت رضؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ سعید بن عاصی۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو بلا کر قرآن شریف کو ایک صحیفہ میں جمع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر تم تینوں قریشیوں اور زید بن ثابت رضؓ کے درمیان میں کسی معاملے میں اختلاف واقع ہو تو زبان قریش کی پابندی کرو۔ کیونکہ کلام مجید انہیں کی زبان میں اُترا ہے۔ انتہٰی +

ان حضرات کے آپس میں بعض حروف کی کتابت میں اختلاف پڑا۔ مثلاً۔ اہل قریش تابوت کو ت سے لکھتے تھے اور دوسرے لوگ ۃ سے۔ مگر حکم بالا کی تعمیل میں ت سے لکھ دیا گیا +

ان حضرات میں عبداللہ بن زبیرؓ۔ سعید بن عاصی۔ عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہم قریشی تھے اور زید بن ثابت کاتب الوحی۔ انصاری +

سعید بن عاصی بن سعید بن عاصی بن امیہ۔ خالد اور ابان کاتبان وحی کے بھتیجے ہوتے ہیں۔ ان کا باپ عاصی جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔ یہ اُن دنوں صغیر سن تھے اور قبل فتح مکہ اسلام لا چکے تھے۔ اور چونکہ نو سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں رہ چکے تھے لہذا صحابیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے انکی پرورش کیا تھا۔ اور قریشیوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور چونکہ فصیح آدمی تھے۔ اسواسطے حضرت عثمان غنی رضؓ نے انکو کتابت قرآن شریف کی خدمت پر مامور کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ سعید لکھواتے جائیں اور زید لکھتے جائیں

ابن ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قریش اور انصار میں سے بارہ آدمیوں کو جمع کیا تھا۔ جن میں کثیر بن افلح اور اُبی بن کعب اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ان میں سے بعض لکھواتے تھے۔ اور بعض لکھتے تھے۔ چنانچہ کثیر بن افلح رضہ لکھنے والوں میں تھے اور سعیدؓ لکھوانے والوں میں اور زید لکھنے والوں میں۔ پہلے یہ کام زیدؓ اور سعید رضہ نے شروع کیا تھا۔ مگر جیسے جیسے ضرورت پڑتی گئی۔ اور لوگوں کو بھی شریک کر لیا گیا۔ کیونکہ بہت سے مصاحف بھیجنے تھے۔ چنانچہ زید کے بعد وہ حضرات شامل کئے گئے جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں پھر اُبی بن کعب سے بھی املا میں مدد لی گئی۔ انتہی +

اتنا بڑا کام جو فی الحقیقت کچھ سہل نہ تھا یوں آسانی سے ہوگیا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قرآن شریف جمع کرانا بہت آسان امر تھا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں آپ نے صرف سورتوں کو جمع کرا لیا تھا ان کو مرتب نہیں کرایا تھا +

ابن التین وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قرآن شریف جمع کرانے میں یہ فرق ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک قرآن شریف جمع نہ تھا۔ اور خوف تھا کہ حاملان قرآن شریف کے انتقال سے قرآن شریف کا کوئی حصہ ضائع ہو جائے۔ اس لئے آپ نے ہر سورتوں کی آیات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق ایک جگہ جمع کرا لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اختلاف قرأت کے خوف سے انھیں تو مرتب

اور ایک صحیفہ میں جمع کرایا۔ کیونکہ ہر شخص اپنی اپنی لغات کے موافق قرآن شریف پڑھنے لگا تھا۔ اور اس سے سخت خطاؤں کا احتمال تھا۔ لہٰذا تمام لغات کو چھوڑ کر صرف زبان اور لغات قریش پر اکتفا کیا گیا۔ کیونکہ قرآن شریف ان ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ اور ان کی زبان سب سے زیادہ فصیح بھی مانی جاتی تھی۔ (فتح الباری)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے قرآن شریف کے حصوں کو جو کسی کے پاس لکھے ہوئے موجود تھے یا لوگوں کو حفظ تھے۔ ایک جگہ اوراق پر صحیفہ صحیفہ کرا کے جمع کرا لیا۔ نہ اس میں لغت سے بحث رکھی اور نہ سورتوں کی ترتیب کی اور نہ سورتوں کی علامتیں بنائیں۔ مگر حضرت عثمان غنی رضہ نے لغات قریش کا لحاظ رکھوایا اور سورتوں کو الگ الگ مرتب کرایا۔ اور یہ دونوں باتیں رائے اور اجتہاد اور ان لوگوں کی مدد کی محتاج تھیں۔ جو قرآن شریف کے متعلق مشہور ہو چکے تھے۔ اور ضروری تھا کہ جو چار حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں اس امر خاص میں شہرت رکھتے تھے تالیف قرآن میں مددگار بنائے جاتے۔ مگر ان میں سے ایک سالم مولائے ابو حذیفہ رضہ واقعہ یمامہ میں شہید ہو چکے تھے۔ اور دوسرے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال فرما چکے تھے۔ اب صرف دو۔ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے تھے۔ اس وقت حضرت عبد اللہ ابن مسعود کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ حذیفہ رضہ کے ہمراہ نہ تھے۔ اس لئے ان سے قطع نظر کر لی گئی۔ اور حضرت ابی ابن کعب رضہ کے شمول پر اکتفا کیا گیا +

جب سورۃ براۃ کی تحریر تک نوبت پہنچی تو بعضوں نے براۃ و انفال کو ایک سورۃ بتلایا۔ اور بعضوں نے دو علیحدہ علیحدہ سورتیں۔ اس اختلاف کی رخنہ بندی یوں کی گئی کہ دونوں سورتوں کے درمیان میں جگہ چھوڑ کر بسم اللہ ترک کر دی گئی جس سے دونوں فریق راضی ہو گئے +

جب ترتیب کا کام ختم ہو گیا تو بہت سے صحیفے لکھوائے گئے اور ممالک اسلامی مین بھجوا دیئے گئے۔ ایک صحیفہ مدینہ منورہ میں رکھوا لیا گیا۔ اور جو صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوایا تھا وہ حسب وعدہ ان کو واپس کر دیا گیا۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ ان صحایف کے سوا جتنے صحایف ہوں جلا دیئے جائیں تاکہ اختلاف کا سد باب اور نزاع کی بیخ کنی ہو جائے۔ لوگوں کو جب اس احسان کی قدر معلوم ہوئی تو انہوں نے بدل و جان اس حکم کی تعمیل کی +

شرح السنہ میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تمام قرآن شریف جیسا نازل ہوا تھا ہو بہو کتاب کی صورت میں جمع کر دیا۔ نہ اس میں سے کچھ کم کیا نہ زیادہ۔ بلکہ مصاحف میں ترتیب لوح محفوظ کے موافق لکھ دیا جس کو جبرئیل علیہ السلام وقت نزول قرآن شریف تبلا دیا کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورۃ اور فلاں موقعہ پر رکھی جائے۔ انتہٰی +

ابن قلابہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ نے دیار و امصار میں لکھ بھیجا کہ میں نے اس طرح مصاحف مرتب کرا کر ان کے علاوہ جو کچھ تھا محو کر دیا۔ تم بھی ایسا ہی کرو۔ انتہٰی۔ چنانچہ بموجب

میں لوگوں نے اس کی تعمیل کی اور مصحف عثمانی کے سوا جو کچھ اُن کے پاس تھا اس کو محو کر دیا۔ لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ امر سخت ناگوار رہا اور انہوں نے اپنے صحیفے کے محو کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی قراۃ جاری رکھی اور کہا کہ واللہ کتاب اللہ میں ایک بھی سورۃ یا آیت نازل نہیں ہوئی جس کا مجھے علم نہ ہو کہ کہاں اور کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اگر میں اس معاملہ میں اپنے سے بہتر کوئی عالم پاتا تو میں خود اس کی خدمت میں حاضر ہوتا +

ایک روز کوفہ میں حضرت ابن مسعودؓ نے بر سر منبر کہا کہ جس کا جی چاہے اپنے صحیفہ میں تغیر و تبدل کر دے۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اس کو میں نہ چھوڑوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر انہوں نے یہ آیت بھی پڑھی۔ ومن یغلل یأت بما غل یوم القیمۃ اور کہا کہ تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنے مصاحف میں غل و غش کر لو۔ مجھے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ میں زید بن ثابت کی قرات اختیار کروں۔ حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے واللہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ سمجھا کرتے تھے کہ میں کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہوں +

حاکمؒ نے طریق سیرہ سے بیان کیا ہے کہ اشعری۔ حذیفہ۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں اپنا مصحف جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھایا ہے اپنے سے کبھی جدا نہ کروں گا +

شفیق بن سلمہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابن مسعود ممبر پر سے اتر آئے تو میں نے کسی کو اُن کی تردید کرتے یا ان کی عیب چینی کرتے ہوئے نہیں سنا! +

زہری کہتے ہیں کہ بعض صحابیوں کو حضرت ابن مسعود رض کا قول بُرا معلوم ہوا +

ممکن ہے کہ شفیق اور زہری کے اقوال اختلاف جہت کے سبب سے مختلف ہوں۔ حضرت ابن مسعود کا "غل مصاحف" کے الفاظ کہنے سے مصاحف کا چھپانا مراد پائی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ ان کے نزدیک اور صحیفوں کا گم ہو جانا اور تصحیح نہ ہونا تھا۔ ظاہر ہے کہ ابن مسعود رض کی راء حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی راء کے خلاف تھی۔ اور وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کیا جائے۔ اور اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر کوئی قرأت اختیار کی جائے۔ تو وہ میری ہو اور جب اسکے خلاف عمل ہوتے دیکھا تو انہوں نے قرأت زید بن ثابت پر گو اعتراض کیا۔ کیونکہ یہ صورت ان کے نزدیک ترجیح غیر مرجح تھی۔ (فتح الباری) +

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رض یہ سمجھتے تھے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اُن کی قرأت مشہور ہو جائے گی۔ اور لوگ ان کی مصحف کے محتاج ہونگے۔ اسی لئے وہ اپنے مصحف کے محو کرنے پر راضی نہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی سمجھایا کہ اپنے مصاحف کی حفاظت کریں۔ حالانکہ تالیف مصحف عثمانی رض اکثر صحابہ کے اتفاق راۓ سے ہوا تھا۔ چونکہ اتفاق کا خدا مددگار ہوتا ہے۔ مصحف عثمانی رض تو تمام دنیا میں متداول ہے مگر مصحف ابن مسعود کا آج کہیں پتہ بھی نہیں! +

ارشاد الساری میں ہے۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تالیف مصحف عثمانی اور مصاحف کی نسبت مناسب تر واقع ہوئی ہے۔ انتہٰے ✦

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے ایک مرتبہ حاضرین سے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کرو۔ واللہ جو کچھ انہوں نے مصاحف کے متعلق کیا۔ ہماری رائے سے کیا۔ ایک روز انہوں نے ہم سب سے کہا کہ قرأت کے معاملے میں تم کیا کہتے ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہر شخص اپنی ہی قرأت کو بہتر بتلاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس اختلاف کا نتیجہ کفر تک پہنچ جائے۔ ہم نے کہا کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر لیا جائے۔ جس سے اختلاف اٹھ جائیگا۔ ہم نے کہا کہ آپ کی یہ رائے بہت درست ہے۔ انتہٰے ✦

حضرت ابن مسعود پر یہ بات بہت ہی شاق گزری۔ کہ کتابت مصحف میں ان کو علیحدہ رکھا گیا اور زید ابن ثابت کو شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ مسلمانو کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ میں تو کتابت مصاحف سے محروم رکھا گیا اور ایک ایسا شخص مقرر کیا گیا کہ جب میں ایمان لایا ہوں۔ تو وہ ابھی کافر کی پشت ہی میں تھا۔ یعنی زید بن ثابت۔ ابحمیربن مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس زمانے میں زید بن ثابت بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ میں ان دنوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں حاصل کر چکا تھا ✦

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ تالیف

مصحف مدینہ شریف میں ہوئی تھی۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ کوفہ میں تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو کچھ ارادہ کر چکے تھے۔ اس میں تاخیر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ کو بلانے میں ظاہر ہے کہ دیر ہوتی نیز حضرت عثمان غنی رضہ کا صرف یہ ارادہ تھا کہ جو مصحف حضرت ابا بکر صدیق رضہ کے وقت میں جمع ہو چکا تھا اس کو از سر نو ترتیب دے کر ایک مصحف بنا لیا جائے۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں بھی یہ خدمت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بوجہ کاتب الوحی ہونے کے سپرد ہوئی تھی۔ لہٰذا اس معاملے میں اُن کے سوا کسی اور کو اولیت حاصل نہ تھی۔ (فتح الباری)

یہ امر دوا بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں کہ مدینہ شریف سے کوفہ کچھ دور نہ تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ معاملہ پیش آمدہ نہایت مہتم بالشان تھا۔ اس میں ایک مدت لگنے والی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضہ اُن چار مشہور صحابیوں میں مقدم تھے جن کا ذکر خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور ان میں سے جو دو حضرات اس وقت موجود تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھے اور ان کا مصحف ترتیب عثمانی کے موافق نہ تھا۔ یعنی اس میں پہلے سورہ فاتحہ تھی۔ پھر بقرہ۔ پھر نساء پھر آل عمران۔ یہ امور ایسے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضہ کو بلا کر حضرت اُبی ابن کعب کی طرح ضرور مدد لینی چاہئے تھی۔ ممکن تھا کہ اگر حضرت ابن مسعود رضہ کو شامل کر لیا جاتا تو وہ بھی اپنی رائے چھوڑ دیتے۔ اس کی مثال خود حضرت اُبی ابن کعب ہیں۔ جن کا مصحف بھی ترتیب عثمانی رضہ کے موافق نہ تھا بلکہ ترتیب نزول پر تھا اور ان کا یہ

خیال تھا کہ یہ ترتیب سب سے بہتر ہے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ جو رعایتیں تالیف عثمانی رضؓ میں ملحوظ رکھی جاتی ہیں وہ نہایت مناسب ہیں تو وہ بھی اس پر راضی ہو گئے۔ باقی رہا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا زمانۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ میں کاتب الصحف ہونا۔ یہ امر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شمول مشورہ اور مدد کا مانع نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ جمع مصحف اور تالیف مصحف میں یہ فرق تھا کہ صورت اول صرف کتابت تک منحصر تھی اور صورت ثانی میں دو باتیں ملحوظ رکھی گئی تھیں۔ اول لغت قریش کو اختیار کرنا۔ اور دوسرے سورتوں کی ترتیب۔ اور یہ دونوں امور مشورہ اہل الراء کی محتاج تھیں +

اس سے معلوم ہو گا کہ فتح الباری میں جو کچھ اسباب عذر لکھے ہیں وہ تسلی بخش نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اگر کوئی بات ہو سکتی ہے تو صرف یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کو حضرت حذیفہ رضؓ کی زبانی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت ابن مسعودؓ اقتصار لغت قریش اور تبدیل تالیف پر کسی طرح راضی نہ ہونگے۔ نیز حضرت عثمان غنی اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان میں کچھ رنج بھی تھا۔ جس کو بعض نے اسباب شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحؒ نے تاریخ الخلفاء میں اسباب شہادت حضرت عثمان غنی رضؓ میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے حضرت عثمان غنی اور حضرت ابن مسعود ابو ذر۔ عمار بن یاسر رضؓ کے آپس میں رنج تھا۔ ممکن ہے کہ حضرت عثمان غنی رضؓ حضرت ابن مسعود رضؓ کی طرف اس رنج کی وجہ سے ملتفت نہ ہوئے ہوں اور اس سے اور بھی طرفین میں رنج بڑھا

ہو۔ اور لوگوں نے اس کو کھینچ تان کر اسباب شہادت حضرت عثمان غنی رضہ میں شامل کر دیا ہو ؛

حضرت عبداللہ ابن مسعود اور اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہما نے ۳۲ سنہ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اور قرا میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ ان دونوں حضرات کے مدتوں بعد تک زندہ رہے۔ مصحف عثمانی تمام دنیاء اسلام میں پھیل گیا اور سواء اُس صحیفہ کے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور کوئی صحیفہ باقی نہ رہا ؛

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہم کہتے ہیں کہ جب امیر معاویہ رضہ کی طرف سے مروان گورنر مدینہ تھے تو اس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ صحیفہ منگوا بھیجا۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب حضرت حفصہ رضہ کا انتقال ہو گیا اور ہم سب اُن کے دفن سے فارغ ہو کر آئے تو مروان نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضہ کے پاس آدمی بھیجکر وہ صحیفہ مانگا۔ اور جب مل گیا تو مروان نے اس کو چاک کرا دیا اور کہا کہ یہ فعل میں نے اس لئے کیا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے پر لوگ اس مصحف کو ایسے کہ اختلاف نہ ڈالنے لگیں۔ انتہٰے۔ مروان کا یہ قول قابل غور ہے ؛

اس میں اختلاف ہے کہ حکم تالیف قران شریف کس سنہ میں دیا گیا تھا اہل تاریخ نے اس کو وقایع ۳۰ سنہ ہجری میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن اثیر اپنی تاریخ الکامل میں اسی سنہ کے وقایع کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ ،، ولید امارت کوفہ

سے معزول کئے گئے اور سعید رضؓ بن العاصی ان کی جگہ مقرر کئے گئے" اُن کا وہاں جانا اور اہل کوفہ کے متعلق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خط و کتابت کرنا شرح و بسط کے ساتھ درج کر کے سعید رضؓ کی مہمات طبرستان و جرجان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ "حذیفہ رضؓ اُن کے ساتھ تھے۔ پھر وہ (حذیفہ) غزوہ رے سے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی مدد کے لئے باب کی طرف بھیجے گئے۔ سعید بن العاصی بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ آذربیجان میں جاکر انہوں نے حذیفہ رضؓ کے آنے تک قیام کیا واپسی کے وقت حذیفہ رضؓ نے سعید رضؓ سے بیان کیا کہ اس سفر میں میں نے لوگوں کو قرآن شریف میں اختلاف کرتے دیکھا ہے۔ اگر ان کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو کبھی آپس میں اتفاق نہ ہوگا۔ (اس کے بعد وہ واقعات بیان کئے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں) جب یہ دونوں حضرات کوفہ میں پہنچے تو حذیفہ رضؓ نے اس کا تذکرہ مسلمانوں میں کیا اور اُن کو اس اختلاف سے ڈرایا۔ صحابہ اور اکثر تابعین تو اُن کے متفق الرائے ہو گئے۔ لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی نہ مانے۔ حذیفہ رضؓ کو اس پر غصہ آیا اور ابن مسعود رضؓ بھی ناخوش ہوئے۔ سعید رضؓ بھی ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین بھی متفرق ہو گئے۔ حذیفہ اسی غصہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے امر واقع بیان کیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تالیف قرآن شریف کا حکم دیا اور ان میں سے ایک ایک نسخہ مضافات میں بھیجدیا۔ لیکن کوفہ میں حضرت ابن مسعود رضؓ کے ساتھیوں نے لوگوں کو اس نسخہ کے قبول کرنے سے منع کیا اور جن لوگوں نے

اس کو قبول کر لیا تھا اُن کو انگشت نما کیا حتےٰ کہ بعضوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر بھی محض اس وجہ سے عیب لگایا کہ آپ نے مسلمانوں کو مصحف واحد پر جمع کیا +

یہ ہے خلاصہ تحریر ابن اثیر جو انہوں نے ضمن واقعات ۳۳ھ ہجری میں لکھا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ تحریر قابل قبول ہے یا نہیں +

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان امور کیلئے ایک زمانہ طویل درکار ہے اور یہ سب باتیں ایک یا دو سال کے اندر اندر پوری نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ سعید کا مدینہ شریف سے کوفہ میں جانا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اہل کوفہ کے متعلق خط و کتابت کرنا۔ جرجان کی مہم۔ طبرستان کی فتح۔ آذربیجان کا سفر۔ حذیفہ کو باب بھیجنا۔ وہاں سے واپس آنا۔ اور دونوں کا کوفہ پہنچنا۔ پھر وہاں سے حذیفہ کا مدینہ شریف جانا۔ اور مسلمانوں کے اختلاف کو حضرت خلافت پناہی رضی اللہ عنہ کے گوش گذار کرنا۔ آپ (حضرت عثمان غنی رض) کا صحابیوں سے مشورہ کرنا۔ اس کے بعد قرآن شریف کو جمع اور تالیف کرنے کا حکم دینا ایسے کام ہیں جس کے لئے ایک سال سے زیادہ کی مدت درکار ہے۔ اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ ساری باتیں (جن کو ہم نے اوپر شمار کیا ہے) ایک سال میں ہوگئیں تو چھ یا سات نسخوں کا لکھا جانا بھی کچھ کام رکھتا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اتنا بڑا کام بھی اسی ایک سال میں ہو گیا ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ ابن اثیر نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے +

قسطلانی رحمہ نے اس قصہ کی شرح میں لکھا ہے کہ ۲۵ھ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ولید رضہ بن عقبہ کو کوفہ پر عامل بنا کر بھیجا۔ اور عتبہ بن فرقد کو آذربیجان سے معزول کیا تو اُنہوں نے جنگ چھیڑ دی۔ جس میں حذیفہ رضہ بھی شامل تھے۔ انتہیٰ +

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے باب جمع قران میں لکھا ہے کہ "یہ واقعہ ۲۵ھ یعنی خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے دوسرے یا تیسرے سال کا ہے۔ ابن ابو داؤد نے بطریق ابو اسحٰق مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ اے لوگو ابھی پندرہ ہی برس ہوئے ہیں کہ تمہارے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اس دنیا سے اٹھائے گئے ہیں اور تم نے قرأت میں اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ (الحدیث۔ باب جمع قران) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بعد از شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اواخر ذوالحجہ ۲۳ھ ہجری میں یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات کے تین ماہ کم تیرہ برس بعد واقع ہوئی ہے۔ اس صورت میں حضرت عثمان غنی رضہ کا زمانہ رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو پندرہ برس قرار دینے کے یہ معنے ہیں کہ اس وقت آپ کی خلافت کو دو برس اور تین ماہ گزرے تھے۔ لیکن ایک دوسری روایت میں تیرہ برس آیا ہے اس صورت میں اُس وقت آپ کی خلافت کا صرف ایک سال گزرا تھا

یہ زمانہ ۲۴ سنہ کا آخر اور ۲۵ سنہ ہجری کا شروع قرار پاتا ہے یہی وہ سنہ ہے جس میں کہ مورخین نے آرمینیہ کا فتح ہونا لکھا ہے جو اوایل گورنری ولید بن عقبہ بن ابو معیط والی کوفہ میں ہوا ہے۔ لیکن بعض نے اس پر غور نہیں کیا اور ۳۰ سنہ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ انتہے +

جو شخص مقالات مورخین کو تحقیقات محدثین سے بغور مقابلہ کرے اُس کو اس قسم کے بہت سے عجیب واقعات معلوم ہونگے !+

۲۵ سنہ ہجری میں حذیفہ رض نے اہل عراق کا اختلاف قرات دیکھ کر اپنی ۱! قائم کی۔ اور کوفہ میں آکر لوگوں کو اس خطرناک حالت سے خبر دے کر اس اختلاف سے ڈرایا۔ اور یہ راہ دی کہ مسلمانوں کو ایک قرات پر جمع کر لینا چاہئے۔ مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود رض کے شاگردوں نے اس سے اختلاف کیا۔ اور پھر اُن کے آپس میں تنازع ہوا۔ یہ تمام باتیں ولید کے اوایل حکومت کوفہ میں واقع ہوئیں۔ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف گئے اور حضرت عثمان غنی رض کی خدمت میں اپنی راہ ظاہر کی کہ مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع کر لیا جائے اور دیگر صحابہ سے بھی مشورہ لیا۔ انھوں نے بھی حضرت حذیفہ رض کی راہ کو پسند کیا۔ پھر زید بن ثابت اور سعید بن عاصی اور دیگر حضرات قرآن شریف لکھنے پر مقرر کئے گئے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان بزرگوں نے یہ کام کس تاریخ سے شروع کیا لیکن ۳۰ سنہ ہجری میں یہ کام ختم ہوا اور اسی سال میں مصاحف ممالک اسلامی میں بھیج دیئے گئے۔ اسی سال کے شروع میں سعید بن العاصی

کوفہ پر بجائے ولید کے حاکم بنائے گئے تھے۔ چنانچہ جب یہ مصحف کوفہ میں پہنچا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس کے قبول سے انکار کیا ہے تو سعید وہیں موجود تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف قرأۃ پر واقف ہونے اور مصاحف کے ممالک اسلامی میں بھیجنے میں پانچ سال یا اس کے قریب صرف ہو گئے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ زمانہ اتنے بڑے کام کے لئے کچھ بہت نہیں ہے۔ جو کچھ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب موافق حکم الٰہی نہیں ہے بلکہ اجتہاد صحابہ کے موافق ہوئی ہے اور یہی قول جمہور علماء کا ہے جن میں کہ قاضی باقلانی شامل ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ

ك۔ علماء مالکیہ حنفیہ شافعیہ وغیرہ کے نزدیک ترتیب سور باجتہاد صحابہ ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کچھ نہیں فرمایا۔ اگر ترتیب سور توقیفی ہوتی تو حضور صلواۃ اللہ علیہ وسلام ضرور ارشاد فرما جاتے۔ جو حضرات کہ ترتیب سور کے بھی توقیفی ہونے کے قایل ہیں ان کا قول ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے محض اپنی وجدان سے یہ ترتیب نہیں قرار دی بلکہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ اگر خود جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ترتیب سور کا حکم دیتے تو یہی ترتیب اختیار کرنے کا حکم دیتے۔ قطع نظر اس کے صحابیوں کے شان کے منافی ہے کہ خلاف حکم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کوئی کام دناس کر ایسا خطیر کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرات بوجہ سماعت قرآن و طول صحبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ترتیب کو سمجھ گئے تھے۔ مثلاً حضور م جمعہ کے روز سورہ جمعہ و منافقین پڑھا کرتے تھے۔ قطع نظر اس کے ترتیب میں نظم قرآن کا بھی

نزدیک اگر نماز میں سورتوں کو مخالف ترتیب مصحف پڑھا جائے تو خلاف اولےٰ ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ وہ ترتیب مصحف عثمانی رضہ کو مستحب جانتے ہیں۔ ارشاد الساری میں ہے کہ فرایض میں ایسا کرنا مکروہ ہے مگر نوافل میں نہیں +

فتاوائے ہندیہ میں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی جائے تو مکروہ ہے +

ذخیرہ میں ہے کہ اگر ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں ایک سورۃ چھوڑ کر دوسری سورۃ پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ آدمی نماز پڑھے جائے اور نماز نہ چھوڑے +

ایک فرقہ اس طرف گیا ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی حکم الٰہی کے موافق ہے۔ چنانچہ ابوبکر بن ابناری رحمتہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جس نے آخری سورتوں کو اول پڑھا اس نے گویا نظم قرآن میں فساد ڈالا کیلی میں وہی باتیں لاتے ہیں جو بیان ہو چکیں۔ زرکشی نے برہان میں لکھا ہے کہ فریقین کا اختلاف لفظی ہے۔ کیونکہ قول ثانی کا قایل کہتا ہے کہ علم اسباب نزول اور مواقع کلمات حاصل ہونے کے یہ ایک رمز ہے جو انہیں معلوم ہے۔ اسی لئے مالک نے کہا ہے کہ قرآن شریف کی تالیف اسی ترتیب سے کی گئی ہے۔ جس ترتیب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سے صحابیوں سے نے سنا تھا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سورتوں کی ترتیب صحابہ کے اجتہاد سے ہوئی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان میں سے بعض تو حکم قولی کو سند پکڑتے تھے اور بعض اسنادِ فعلی کو۔ انتہٰی۔

ایک اور قول یہ ہے کہ بہت سی سورتوں (مثلاً سبع طوال۔ حوامیم مفصل) کی ترتیب تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حیات مبارک ہی میں معلوم ہو چکی تھی۔ ابن حجر رہ کا قول ہے کہ ممکن ہے کہ بعض سورتوں کی ترتیب حکم الٰہی کے موافق ہی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سواء براءۃ و انفال کے باقی تمام سورتوں کی ترتیب حکم الٰہی کے موافق ہے۔ انتہٰی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو صحابیوں کے مصاحف ایک دوسرے سے بلحاظ ترتیب سور مختلف کیوں تھے۔ مثلاً ابی ابن کعب اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے مصاحف بہت سی سورتوں کی ترتیب میں مصحف عثمانی سے مختلف تھے۔

اس میں کسی طرح کا شک و اختلاف نہیں ہے کہ سورتوں کی ترتیب موافق حکم الٰہی ہے۔ اور ان کا لحاظ رکھنا امر واجب ہے اور حکم لازم (اتقان)

تمت بعون اللہ الوہاب

فہرس الاسماء سورہا علی الترتیب مع تعداد رکوعات وآیات من کلام اللہ الصمد الغفار برائے افادہ مسلمانان تحریر نمودہ شد

نمبر سورۃ	نام سورتہا	تعداد رکوع	تعداد آیات	نمبر سورۃ	نام سورتہا	تعداد رکوع	تعداد آیات
۱	فاتحہ	۱	۷	۱۴	ابراہیم	۷	۵۲
۲	بقر	۴۰	۲۸۶	۱۵	الحجر	۶	۹۹
۳	آل عمران	۲۰	۱۹۹	۱۶	النحل	۱۶	۱۲۸
۴	النساء	۲۴	۱۷۷	۱۷	بنی اسرائیل	۱۲	۱۱۱
۵	المائدہ	۱۶	۱۲۰	۱۸	الکہف	۱۲	۱۱۰
۶	الانعام	۲۰	۱۶۶	۱۹	مریم ع	۶	۹۸
۷	الاعراف	۲۴	۲۰۶	۲۰	طٰہٰ	۸	۱۳۵
۸	الانفال	۱۰	۷۵	۲۱	الانبیا	۷	۱۱۲
۹	التوبۃ	۱۶	۱۲۹	۲۲	الحج	۱۰	۷۸
۱۰	یونس ع	۱۱	۱۰۹	۲۳	المومنون	۶	۱۱۸
۱۱	ہود ع	۱۰	۱۲۳	۲۴	النور	۹	۶۴
۱۲	یوسف ع	۱۲	۱۱۱	۲۵	الفرقان	۶	۷۷
۱۳	الرعد	۶	۴۳	۲۶	الشعراء	۱۱	۲۲۷

۲۷	النمل	۷	۹۳	۴۵	جاثیۃ	۴	۳۷
۲۸	القصص	۹	۸۸	۴۶	احقاف	۴	۳۵
۲۹	العنکبوت	۷	۶۹	۴۷	محمدؐ یا قتال	۴	۳۸
۳۰	الروم	۶	۶۰	۴۸	الفتح	۴	۲۹
۳۱	لقمن	۴	۳۴	۴۹	الحجرات	۲	۱۸
۳۲	السجدہ	۳	۳۰	۵۰	ق	۳	۴۵
۳۳	الاحزاب	۹	۷۳	۵۱	الذاریٰت	۳	۶۰
۳۴	السبا	۶	۵۴	۵۲	الطور	۲	۴۹
۳۵	فاطر یا ملائکہ	۵	۴۵	۵۳	النجم	۳	۶۲
۳۶	یٰس	۵	۸۳	۵۴	القمر	۳	۵۵
۳۷	والصّافات	۵	۱۸۲	۵۵	الرحمٰن	۳	۷۸
۳۸	ص	۵	۸۸	۵۶	الواقعہ	۳	۹۶
۳۹	الزمر	۸	۷۵	۵۷	الحدید	۴	۲۹
۴۰	المومن	۹	۸۵	۵۸	المجادلۃ	۳	۲۲
۴۱	حٰمٓ السجدہ یا فصّلت	۶	۵۴	۵۹	الحشر	۳	۲۴
۴۲	الشوریٰ	۵	۵۳	۶۰	الممتحنہ	۲	۱۳
۴۳	الزخرف	۷	۸۹	۶۱	صف	۲	۱۴
۴۴	الدخان	۳	۵۹	۶۲	الجمعۃ	۲	۱۱

۶۳	المنافقون	۲	۱۱	۸۱	التکویر	۱	۲۹
۶۴	التغابن	۲	۱۸	۸۲	الانفطار	۱	۱۹
۶۵	الطلاق	۲	۱۲	۸۳	التطفیف	۱	۳۶
۶۶	التحریم	۲	۱۲	۸۴	الانشقاق	۱	۲۵
۶۷	الملک	۲	۳۰	۸۵	البروج	۱	۲۲
۶۸	القلم	۲	۵۲	۸۶	الطارق	۱	۱۷
۶۹	الحاقہ	۲	۵۲	۸۷	الاعلیٰ	۱	۱۹
۷۰	المعارج	۲	۴۴	۸۸	الغاشیہ	۱	۲۶
۷۱	النوح	۲	۲۸	۸۹	الفجر	۱	۳۰
۷۲	الجن	۲	۲۸	۹۰	البلد	۱	۲۰
۷۳	المزمل	۲	۲۰	۹۱	الشمس	۱	۱۵
۷۴	المدثر	۲	۵۶	۹۲	اللیل	۱	۲۱
۷۵	القیٰمہ	۲	۴۰	۹۳	الضحیٰ	۱	۱۱
۷۶	الدہر	۲	۳۱	۹۴	الانشراح	۱	۸
۷۷	المرسلٰت	۲	۵۰	۹۵	التین	۱	۸
۷۸	النبا	۲	۴۰	۹۶	العلق	۱	۱۹
۷۹	النازعات	۲	۴۶	۹۷	القدر	۱	۵
۸۰	عبس	۱	۴۲	۹۸	البینۃ	۱	۸

۹۹	الزلزال	۱	۸
۱۰۰	العادیات	۱	۱۱
۱۰۱	القارعة	۱	۱۱
۱۰۲	التکاثر	۱	۸
۱۰۳	العصر	۱	۳
۱۰۴	الہمزہ	۱	۹
۱۰۵	الفیل	۱	۵
۱۰۶	القریش	۱	۴
۱۰۷	الماعون	۱	۷
۱۰۸	الکوثر	۱	۳
۱۰۹	الکافرون	۱	۶
۱۱۰	النصر	۱	۳
۱۱۱	اللہب	۱	۵
۱۱۲	الاخلاص	۱	۴
۱۱۳	الفلق	۱	۵
۱۱۴	الناس	۱	۶

نمبر شمار	ہذہ علامتہ الرموز	علامت
۱	اشارہ وقف لازم	م
۲	اشارہ وقف مطلق	ط
۳	اشارہ وقف جایز	ج
۴	اشارہ وقف مرخص	ص
۵	صیغہ امر مخفف الوقف	قف
۶	اشارہ قیل علیہ وقف اولی	ق
۷	مخفف الوصل اولی	صلے
۸	اشارہ عدم وقف	لا
۹	کذالک مطابق علی ماقبلہ	ک
	التی فی القرآن المجید	

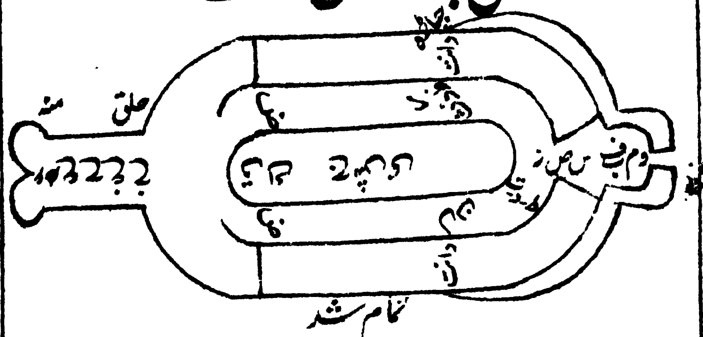
مخارج حروف کے بیان میں

حروف مخرج	جائے مخارج حروف	حروف مخرج	جائے مخارج حروف
ء-ہ	ابتدائے حلق سے	غ-خ	انتہائے حلق سے
ع-ح	وسط حلق سے	ق	ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے

ک	ابتدائے بیچ زبان اور اوپر کے تالو سے تھوڑا سا قاف کے مخرج سے ہٹ کے
ج ش ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے +
ض	زبان کے کنارہ اور دانتوں کی گرہ کے پاس سے یعنی ساری زبان کے لگانے سے بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف کے مگر بائیں طرف آسان ہے
ل	زبان کی نوک کے پاس اور اوپر کے تالو سے +
ن	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں

	کے نیچے سے۔
ر	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد نون کے مخرج کے
ط د ت	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔
ظ ذ ث	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے کنارے سے
ص س ز	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
ف	نیچے کے ہونٹھ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے
ب م و	دونوں ہونٹوں کے بیچ میں سے
ا	فضائے دہن سے الف فقط ایک ہوا ہے جو اندر سے نکلتی ہے

شکل جائے مخارج حروف



تمام شد

رسوم جاہلیت

زمانہ جاہلیت عرب کی تمام رسوم از قسم نکاح۔ طلاق۔ نماز۔ روزہ حج۔ عمرہ۔ بت پرستی۔ بتوں کے نام۔ جوا۔ چوری۔ قتل۔ سود۔ موت کے بعد کے رسوم۔ وہمیات وغیرہ وغیرہ نہایت دلچسپ طریقے سے بشرح وبسط مستند کتابوں سے جناب عمدۃ الافاضل مولوی نجم الدین صاحب سلمہم الباری نے جمع فرمائی ہیں۔ دلچسپی کے لحاظ سے کوئی ناول یا قصہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حالات تاریخی کیلئے دعوٰی سے کہا جاسکتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کی تاریخ ہے۔ پرانے زمانہ کے واقعات کے شوقین حضرات کا حرز جان ہے۔ ... نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اہل عرب پر خصوصاً اور دنیا پر عموماً جو احسان فرمایا ہے اُس کا حال اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا پر کیا کیا احسان ہیں۔ اس لئے یہ کتاب ہر مسلمان کی مفاخرت کا ذریعہ ہے۔ طلباء علم جو سبعہ معلقہ وغیرہ کے بعض اشعار و سمجھ سکتے تھے ان کیلئے یہ کتاب گویا مربی ہے۔ اور بہت شروح جمع کرنیکے مقابلہ میں طلباء علم کے پاس صرف اس کا ایک نسخہ کافی ہوگا باوجود اس کے کہ ہر مذاق کا سامان اس میں موجود ہے۔ اور ہر شخص اس کو دیکھکر یہی کہے گا کہ یہ خاص میرے مذاق کو ملحوظ رکھکر تصنیف کی گئی ہے۔ مگر قیمت اسکی صرف عمہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔ جو کتاب کی خوبیوں اور محنت و صرف کے مقابلہ میں نہایت ارزاں ہے

الحجاب

آجکل پردہ کے خلاف ہر طرف سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور دعائی روشن خیال حضرات اسکی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں یہانتک کہ مصر ملک میں بھی یہی شور و شغب برپا ہے بلکہ اسی موضوع پر ایک نئی روشنی کے جنگ قاسم امین بیگ مصری نے مصر سے دو کتابیں موسومہ المراۃ الجدیدہ تحریر المراۃ شائع کیں جن کا ترجمہ اُردو میں بھی بک رہا ہے مگر ایک مصری فاضل نے حضرت قاسم امین بیگ کے اصلی اور دلی خیالات اُن کی ایک تصنیف سے لیکر جمع کئے ہیں۔ جو اُن ہی حضرت کے دلایل مخالف پردہ کی تردید کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے المراۃ الجدیدہ اور تحریر المراۃ کے ترجمے دیکھے ہیں اُن کو یہ ترجمہ بھی دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ جو اُن دونوں کتابوں کے زہر کا تریاق ہے قیمت ۶/ علاوہ محصول ڈاک +

مائدہ محمدیّہ

بقول غیر اقوام کے مسلمانوں میں ایک یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنا ہر عمل بلکہ حرکات و سکنات اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق رکھتے یا رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ بات خاص حد تک صحیح بھی تھی لیکن اس زمانہ کے مسلمان اگر گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں تو انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کھانا کس طرح نوش فرماتے تھے۔ تاہم بغیر ضروریات چہ رسد مولوی حسام الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے ایک سلسلہ مضرورت تحریر فرمانیکا قصد کیا ہے جسمیں سے مائدہ محمدیہ پہلا حصہ ہے جو اب بلاعوم چھپا ہے۔ اسمیں رسول اللہ صلعم کی تمام سنت متعلق کھانیکے ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو اسکے خریدنے اور عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ چونکہ مقصود مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنا اور شوق دلانا ہے اس لئے اس رسالہ کی قیمت صرف ۲/ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے

المشتہر

مینیجر دارالکتب ایجنسی لاہور متصل کوتوالی انارکلی